درس قرآن

محمد احمد حافظ

کفار کی اطاعت مؤمنین کا شعار نہیں

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ ○ وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ (آل عمران: ۱۰۰، ۱۰۱)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! اگر تم پیروی کرو گے اہل کتاب میں سے کسی گروہ کی تو وہ تمہیں پھر کافر کر دیں گے، ایمان لانے کے بعد اور یہ کیا بات ہے کہ تم کافر ہوئے جاتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول ہے اور جو کوئی اللہ کی ذات کو مضبوطی سے پکڑ لے تو لاشک اسے سیدھے راستے کی ہدایت ہوگئی۔‘‘

نزولِ آیات کا پس منظر:

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ انصارِ مدینہ کے دو قبیلے اوس اور خزرج آپس میں دشمن قبیلے تھے۔ معمولی معمولی بات پر دونوں قبیلوں کے درمیان جنگ چھڑ جاتی، خون ریزی کا وہ بازار گرم ہوتا تھا کہ برسوں ٹھنڈا نہ پڑتا۔ ’’بُعاث‘‘ مشہور جنگ ایک سو بیس سال تک برپا رہی تھی۔ صحرائے عرب میں اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو ان قبائل کی قسمت کا ستارہ بھی چمک اٹھا۔ اسلام کی مبارک تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کی صحبت کیمیا اثر نے باہم دست وگریبان قبیلوں کو آپس میں شیر وشکر کر دیا اور ان میں ایسے مضبوط تعلقات قائم ہوئے کہ رشکِ زمانہ ٹھہرے۔ یہودِ مدینہ کو ان دونوں قبائل کا آپس میں مل بیٹھنا ایک آنکھ نہ بھایا۔ ایک اندھے یہودی شماس بن قیس نے کسی فتنہ پرور شخص کو ایسی مجلس میں جہاں دونوں قبائل کے افراد مل بیٹھتے، بھیجا کہ وہاں اوس اور خزرج کی پرانی جنگوں کا تذکرہ چھیڑ دے۔ چنانچہ اس نے مناسب موقع پا کر ’’جنگِ بعاث‘‘ کی یاد تازہ کرنے والے اشعار سنانے شروع کر دیئے۔ اشعار کا سننا تھا کہ بجھی ہوئی چنگاریاں دوبارہ سلگ اٹھیں۔ زبانی جنگ سے گزر کر ہتھیاروں کا استعمال ہونے ہی والا تھا کہ نبی کریم ﷺ جماعتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو ہمراہ لیے موقع پر پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اے گروہِ مسلمین! اللہ سے ڈرو! میں تم میں موجود ہوں پھر یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی، اسلام سے مشرف کیا، جاہلیت کی تاریکیوں کو محو فرما دیا۔ کیا تم دوبارہ انہی کفریہ

خیالات و اعمال کی طرف لوٹ جانا چاہتے ہو، جن سے نکل کر آئے تھے؟''

اس پیغمبرانہ آواز کا سننا تھا کہ شیطانی جال کے تمام حلقے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے اور اوس اور خزرج نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک کر ایک دوسرے کو گلے لگا لیا۔ سب نے سمجھ لیا کہ یہ ان کے دشمنوں کی فتنہ انگیزی کی ابتداء تھی۔ لہٰذا انہیں اپنے دشمنوں سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے۔ مذکورہ بالا آیات اسی واقعے کے حوالے سے نازل ہوئیں جو امت کو آج بھی ہدایتِ ربانی سے مستفید کر رہی ہیں۔

یہاں ایک بات بطور عقیدہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید کی ہدایت و رہنمائی کسی خاص زمانے یا خاص طبقے کے لیے نہیں بلکہ اس کی ہدایت تا قیام قیامت بنی نوع انسانی کے ہر طبقے کے لیے ہے۔ خیر القرون کا دور ہو، عہدِ وسطیٰ کا یا آج کا دور ہو۔ ہر دور میں ذریعہ ہدایت و رہنمائی ہے۔ برسبیل تذکرہ ایک بات عرض کرنے کو دل چاہتا ہے کہ قرآن مجید کے حوالے سے ہمارا عمومی چلن نہایت عجیب سا ہے۔ ہم لوگ اس کتاب کی عظمت کے قائل ہیں، اسے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ مانتے ہیں، اللہ کی سچی اور آخری کتاب جانتے ہیں، اسے بیش قیمت جزدانوں میں سجا کر رکھتے ہیں مگر قرآن ہمیں کیا کہتا ہے؟ اپنے ساتھ کس قسم کے تعلق کا طالب ہے؟ اس کے احکام و فرامین کس نوعیت کے ہیں؟ یہ سب جاننے اور ماننے کی طرف ہمارا دھیان نہیں بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم بامقصد اس سے ہدایت حاصل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں...... اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔ آمین

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں تین باتوں کا ذکر ہے:

(۱) کفار کی اطاعت مت کرو، ورنہ وہ تمہیں بے دین کر دیں گے۔

(۲) کتاب اللہ اور

(۳) سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اس لیے کہ زمانہ امن ہو یا شر و فتنے کا دور ہو، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہی ایک مسلمان بندے کو دین پر استقامت کا ذریعہ بنتی ہیں۔

زیرِ درس آیت میں اس بات پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے کہ:

''تم کیونکر کفر اختیار کرتے ہو؟ حالانکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جا رہی ہیں اور تم میں رسول بھی موجود ہیں۔''

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ کا مطلب تو واضح ہے کہ قرآن مجید جو کتاب ہدایت ہے۔ اس کی آیات پڑھی پڑھائی جا رہی ہیں۔ مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، اسے نمازوں میں پڑھتے ہیں، امامِ صلوٰۃ کی قرأت سنتے ہیں اور اس طرح اہل ایمان اپنی سعادت و نیک بختی کے جواہر چن چن کر سمیٹ رہے ہیں۔ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ کا مطلب ہوگا کہ نبی کریم ﷺ بہ نفسِ نفیس اگرچہ اس دنیا میں موجود نہیں لیکن آپ کی احادیث، مبارک تعلیمات، سیرت، اسوہ وقدوہ محفوظ

وموجود ہیں۔ان دونوں (قرآن وسنت) کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا بے راہ رو ہونا اور کفار ومشرکین کی باتوں میں آنا اوران کی چالوں میں بجھ جانا تعجب خیز ہی کہلائے گا۔اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسا آدمی قرآن وحدیث اور ضروریاتِ دین سے واقف ہی نہیں۔آیاتِ بالا اگرچہ یہود کی شرارت کے پس منظر میں نازل ہوئی ہیں مگر اُوتُوا الْکِتَابَ کی تعمیم سے نصاریٰ بھی شامل ہیں۔یہود ونصاریٰ کی اہل اسلام سے دشمنی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔اس لیے متنبہ فرما دیا گیا ہے کہ اللہ کے ان باغیوں سے کسی قسم کا علاقہ نہیں رکھنا ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں اس بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ﴾
(آل عمران:۱۴۹)

''اے ایمان والو!اگر تم کافروں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے۔پس تم نقصان میں جا پڑو گے''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ (آل عمران:۸۵)

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین پسند کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا''

قرآن ہمیں کفار سے تعلقات قائم کرنے کی بجائے ان کی مزاحمت کرنے کا حکم دیتا ہے۔چنانچہ ارشاد ہے:

﴿فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاھِدْھُمْ بِہٖ جِھَادًا کَبِیْرًا﴾ (الفرقان:۵۲)

''پس ہرگز نہ کافروں کی فرماں برداری کرو اوران سے جہاد کرو،جہاد کبیر''

جہادِ کبیر قتال ہے۔یہ مزاحمت کا اعلیٰ ترین اور آخری درجہ ہے۔اس سے پہلے چھوٹے درجات خود بخود آ گئے۔مزاحمت کا یہ عمل صرف میدانِ جنگ میں مطلوب نہیں بلکہ تہذیب وثقافت،روایت،معاشرت،تجارت ومعیشت،عبادت ومعاملات غرض ہر شعبۂ زندگی میں مطلوب ہے۔آج جو لوگ اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے نام پر پوری امت کو یہود ونصاریٰ کے شانہ بشانہ کھڑا ہونے کی تلقین کر رہے ہیں۔''عالمی تہذیب'' کو بطور معاشرت اور طرز حیات قبول کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں،اپنی پالیسیوں کو کفار کی رضا کے مطابق ترتیب دے رہے ہیں۔مظلوم ومقہور مسلمانوں کی دادرسی کی بجائے انہی کے خلاف عسکری کارروائیاں کر رہے ہیں۔ان کا ٹھکانہ قرآن وحدیث کی روشنی میں متعین کیا جا سکتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے لیے اوّل تا آخر کتاب اللہ،سنت رسول اللہ (ﷺ) ہی ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ان کی

ہدایت ورہنمائی تا قیامِ قیامت ہے۔ یہ کبھی فرسودہ ہونے والی چیزیں نہیں۔ہمیں انہی دونوں چیزوں کو عضو علیہا بالنواجد کے مصداق مضبوطی سے پکڑنا ہے۔آج اگر کفارومنافقین کی باتوں میں لگ کر کفروشرک کے لیے اپنے اندر لچک پیدا کرلیں تو یقینی طور پر ہم اپنی راہ کھوٹی کرلیں گے اور صراطِ مستقیم سے دور جاپڑیں گے۔

قرآن وحدیث میں متعدد جگہ تمسک بالکتاب والسنۃ کی تاکید کی گئی ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

مسلمانوں کی کامیابی اللہ ورسول کی اطاعت میں رکھی گئی ہے نا کہ کفار کی خوشنودی حاصل کرنے میں۔زیر درس آیت میں صاف بتادیا گیا کہ جوشخص کفار کی اطاعت وخوشنودی کی فکر میں لگارہے گا' وہ دین وہدایت کی نعمت کھو بیٹھے گا۔ہاں! وہ شخص جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑے رکھے گا ' وہ سیدھے راستے پر گامزن رہے گا اور کامیابی اس کی منزل ہوگی۔ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:۷۱)

''جس نے اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کی تواسے بڑی کامیابی ملی۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث کے منشاء کو صحیح طور پر سمجھنے اوراس کے مطابق اپنی زندگیوں کو استوار کرنے کی توفیق عطاءفرمائیں۔(آمین یارب العالمین)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

0641-462501

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان